علی گڑھ کالج اور شیراز

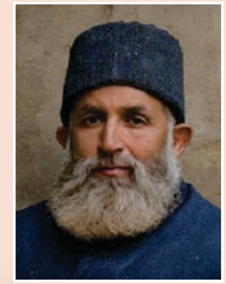
(مکمل سفرنامہ)

سید جلال الدین حیدر

تدوین و تعلیق

ارشد مسعود ہاشمی

علی گڑھ کالج اور شیراز (مکمل سفرنامہ) سید جلال الدین حیدر تدوین و تعلیق ارشد مسعود ہاشمی





ALIGARH COLLEGE AUR SHIRAZ

(Mukammal Safarnama)

By

SYED JALALUDDIN HAIDER

Edited with annotations by:

ARSHAD MASOOD HASHMI

مدرسۃ العلوم علی گڑھ کے 1903ء کے شیراز وفد سے متعلق مولوی سید جلال الدین حیدر اور میر ولایت حسین کے معروف سفرنامے بالترتیب 1946ء اور 1970ء میں شائع ہوئے تھے۔ لیکن ان اشاعتوں سے قبل بھی اس سفر کی تفصیلات سفرنامے اور روئداد کی شکل میں قلمبند کی گئی تھیں جن کا ذکر کہیں موجود نہیں ہے۔ ان کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ کتابوں میں موجود سفرنامے نامکمل ہیں۔ "علی گڑھ کالج اور شیراز" میں سید جلال الدین حیدر کے قلمبند کیے دونوں متون کی روشنی میں مکمل سفرنامے کی تدوین کی گئی ہے۔ میر صاحب کی روئداد سفر بھی شامل کتاب ہے۔

ایپلائڈ بکس
APPLIED BOOKS
New Delhi-110002
Tel.: 011-44753890 Email: urdubookreview1995@gmail.com

ISBN 9390579872-2

علی گڑھ کالج اور شیراز

(مکمل سفرنامہ)

سید جلال الدین حیدر

تدوین و تعلیق

ارشد مسعود ہاشمی

نام کتاب: **علی گڑھ کالج اور شیراز (مکمل سفر نامہ)**

مصنف: **سید جلال الدین حیدر**

تدوین و تعلیق: **ارشد مسعود ہاشمی**

پروفیسر، شعبۂ اردو، جے پرکاش یونیورسٹی، چھپرہ (بہار)
hashmiam68@gmail.com

سکونت: مقری، چندوارہ، مظفرپور (بہار) 842 001

ناشر: ایپلائڈ بکس، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲۔

اشاعت اول: ۲۰۲۵ء

تعداد: ۲۰۰

قیمت: چار سو روپے (₹۴۰۰)

ISBN: 978-93-90579-87-7

Title of the book:
ALIGARH COLLEGE AUR SHIRAZ
(Mukammal Safarnama)
Written by
Syed Jalaluddin Haider
Edited with annotations by:
ARSHAD MASOOD HASHMI
First Edition: 2025 **Price: ₹ 400/=**
Published by: Applied Books, New Delhi-110002
011-44753890, 99536 30788
ISBN: 978-93-90579-87-7

Printed at H. S. Offset Printers, New Delhi-110002

مدرسۃ العلوم سے دار العلم

تک کی یہ داستان سفر

گلّہ ہاشمی

کی نوزائیدہ امین

زینب ہاشمی

(بنت حمزہ ویسریٰ)

کے نام

||

جب تم قدم بڑھاؤ

تو راہوں پہ علم و دانش ضیا بار ہوں!

فہرست

پیش لفظ

مدرسۃ العلوم علی گڑھ کے شیراز وفد سے متعلق دو سفر نامے معروف ہیں۔ ایک سفر نامہ وفد کے رکن مولوی سید جلال الدین حیدر نے لکھا تھا جو "خود نوشت سوانح عمری و سفر نامہ" میں "سفر شیراز ۱۹۰۳ء" کے عنوان سے ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا تھا۔ دوسرا وفد کے سر گروہ میر ولایت حسین سے منسوب ہے، جس کی اشاعت ۱۹۷۰ء میں "آپ بیتی یا ام اے او کالج علی گڑھ کی کہانی میر ولایت حسین کی زبانی" میں بعنوان "ایران کا سفر" ہوئی تھی۔ وفد نے شیراز کا سفر ۱۹۰۳ء میں کیا تھا، اس لحاظ سے یہ اشاعتیں طویل وقفے کے بعد ہی منظر عام پر آئیں۔

محولہ بالا کتابوں کی اشاعت سے بہت قبل "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ" میں اس سفر کی وہ روئداد شائع ہوئی تھی جسے میر ولایت حسین نے نواب محسن الملک کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ شیراز وفد سے متعلق یہ ایک اہم تحریر ہے لیکن اس کے حوالے کہیں نظر نہیں آتے۔ ایرانی طلبا کے خیر مقدم کے لیے گزٹ نے ایک اداریہ شائع کیا تھا، وہ بھی عموماً نظروں سے اوجھل ہی ہے۔

سفر کے چند برسوں کے بعد ہی سید جلال الدین حیدر نے ایک سفر نامہ لکھا تھا جس کی اشاعت مختلف عنوانات سے "اولڈ بوائے" میں ہوئی تھی۔ شیراز وفد کے اس سفر نامے کا ذکر بھی کہیں نہیں ملتا۔ جلال الدین حیدر کے بارے میں لکھی تحریروں میں بھی اس کے حوالے موجود

نہیں ہیں۔ حالانکہ تفصیلات، واقعات کی پیشکش اور زبان و بیان کے لحاظ سے یہ محولہ بالا دونوں معروف سفر ناموں سے بہتر ہے۔

پیش نظر متن کی تدوین و ترتیب مولوی حاجی سید جلال الدین حیدر کی "خود نوشت..." میں موجود "سفر شیر از ۱۹۰۳ء" اور "اولڈ بوائے" میں شائع سفر ناموں کی مختلف اقساط کی مدد سے کی گئی ہے۔ ضمائم کے طور پر گزٹ کے محولہ بالا شماروں کے متون بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مدرسۃ العلوم کے شیر از وفد کا مکمل سفر نامہ ہے۔

اس کتاب کے مقدمے کی بطور پیش نویس پہلی اشاعت "فکر و نظر" کے شمارہ بابت مارچ ۲۰۲۴ء میں ہوئی تھی۔ حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ حواشی و تعلیقات میں اہم نکات کا اندراج ہو جائے۔ کوتاہیوں کی نشاندہی کے لیے اصحاب نظر کے مشورے نشان راہ ہوں گے۔

کتاب کے پہلے قاری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی سر سید اکادمی کے ڈائرکٹر، پروفیسر شافع قدوائی صاحب کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنے قیمتی خیالات سے سر فراز کیا۔

والدہ محترمہ کی دعاؤں، شریک حیات نغمہ ہاشمی اور بچوں کی محبتوں کے لیے سراپا سپاس ہوں۔

ارشد مسعود ہاشمی

پروفیسر، شعبۂ اردو،

جے پرکاش یونیورسٹی، چھپرہ (بھارت)۔

سرنامہ

لارڈ تھامس بیبنگٹن میکالے (۱۸۰۰ء۔۱۸۵۹ء) کے افکار و نظریات (میکالے مِنَٹس ۱۹۳۵ء) سے نمو پذیر ہونے والے نو آبادیاتی برطانوی نظام تعلیم نے محض حکمراں طبقہ کی انتظامی ضروریات کی تکمیل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یک طرفہ تعلیمی مہاجرت One way education migration کے تصور کو بھی فروغ دیا، یعنی ہندوستان سے طلبا اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان جائیں اور پھر اس مہارت کو حاکموں کے اقتدار کو مستحکم تر کرنے میں استعمال کریں۔

انگریزوں کے تسلط سے قبل یعنی مغل عہد (۱۲۰۰ء۔۱۷۵۷ء) میں تو دہلی اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں واقع مدارس میں سمرقند، بخارا، افغانستان ،اور مشرق وسطیٰ کے مختلف ممالک کے طلبا کے داخلے کا ذکر ملتا ہے۔علاوہ بریں الہیات،لسانیات اور جنوبی ایشیائی مطالعات کے ماہرین بھی یہاں آتے رہے۔انگریزوں کے زمام اقتدار سنبھالنے سے قبل آسٹریا کے ماہر لسانیات اور پادری پالنس آف سینٹ بارتھولومیو (Paulinus of St. Bartholomew) تحصیل علم کی خاطر ۱۷۷۶ء میں ہندوستان وارد ہوئے اور ایشیاٹک سوسائٹی ۱۷۸۴ء میں قائم کی گئی۔ اس سے قبل قدیم کلاسیکی عہد میں ہندوستان بودھ دانش گاہوں سے آباد تھا۔اس میں سرفہرست پہلی بودھ اور وید مطالعات کی دانش گاہ نالندہ مہاویہار ہے جس کا زمانہ ۵ویں صدی سے ۱۲ویں

صدی تک کا ہے۔ اس یونیورسٹی میں دس ہزار طالب علم اقامت پذیر تھے۔ ٹکشلا کی دانش گاہ کی بھی یہی صورت تھی۔ چین، جاپان، کوریا، سماترا، جاوا، سری لنکا، یونان اور ایران کے طلبا یہاں کسب علم کے لیے آتے تھے۔

انگریزی حکومت کے قیام کے بعد علم وادب اور الٰہیات، فلکیات اور جمالیات سے متعلق ہندوستان کے تصورات اور نظریات کی ناقدری عام ہوئی اور طلبا کی آمد کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے بمبئی، کلکتہ، مدراس میں یونیورسٹیاں قائم کیں، اس کے علاوہ ملک بھر میں متعدد تعلیمی اداروں کا جال سا بچھ گیا مگر غیر ملکی طلبہ نے ہندوستانی نظام تعلیم کو درخور اعتنا نہیں سمجھا، اور برطانوی حکومت کے دور میں بیرونی طلبا کی آمد کا سلسلہ یکسر بند ہو گیا۔ اس امر سے واقفیت عام نہیں کہ اس بند باب کو ادارہ جاتی سطح پر وا کرنے اور تہذیبی اور تعلیمی وراثت کی تجدید کی اولین کوشش سرسید کے قائم کردہ محمڈن اورینٹل کالج علی گڑھ نے کی۔

سرسید نے تہذیبی نشاۃ ثانیہ کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی غرض سے ذہنی بیداری کو اپنا اولین مقصود گردانا اور ۱۸۶۴ء میں سائنٹفک سوسائٹی، ۱۸۶۶ء میں علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، ۱۸۷۵ء میں مدرستہ العلوم قائم کیا۔ Native Reading Club, Debating Society اور سماجی اور ثقافتی موانست کی راہ ہموار کرنے کے لیے کلبوں کی تشکیل کی تلقین کی۔ ۱۸۷۷ء میں مدرستہ العلوم ایم اے او کالج میں منقلب ہو گیا۔ محمڈن اورینٹل کالج کا اولاً الحاق کلکتہ یونیورسٹی اور پھر الہ آباد یونیورسٹی سے ہوا۔ ایم او کالج میں ابتدا ہی سے لائق انگریز اساتذہ کے تقرر کا خاص خیال رکھا گیا اور ۱۸۸۵ء میں تھیوڈور ماریسن (۱۸۶۳ء-۱۹۳۶ء) کو انگریزی کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ ماریسن نے کالج کی ہمہ جہت ترقی میں اہم رول ادا کیا اور انھیں ۱۸۹۹ء میں کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ ماریسن کو دورِ پرنسپلی کے دوران وائس رائے کونسل کا ایڈیشنل ممبر بھی مقرر کیا گیا۔ ان کی ممبری کی مدت صرف ایک سال (۱۹۰۳ء-۱۹۰۴ء) رہی مگر علی گڑھ سے سبکدوشی کے بعد انھیں لندن کی کونسل آف انڈیا کا بھی ممبر مقرر کیا گیا اور وہ دس برس (۱۹۰۶ء-

۱۹۱۶ء) تک اس عہدے پر فائز رہے۔ماریسن کالج کی ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے اور جب انھیں کالج کے ایک سابق استاد مولوی حسن عسکری، جو بعد میں ایران میں اقامت پذیر ہو گئے تھے، کی تجویز موصول ہوئی کہ ایرانی طلبا کی علی گڑھ کالج میں تعلیم کا نظم کیا جائے، تو انھوں نے اس پر فوراً لبیک کہا۔

کالج کا ایک پانچ رکنی وفد ۱۹۰۳ء میں ایران گیا اور اسے خاطر خواہ کامیابی بھی ملی۔ وفد کے دو ارکان، میر ولایت حسین اور سید جلال الدین حیدر، نے سفر نامے بھی لکھے۔ میر ولایت حسین کے مختصر سفر نامہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ روداد ان کی خود نوشت میں شامل ہے۔ سید جلال الدین حیدر کے سفر نامے سے کم ہی لوگ واقف ہیں۔ یہ دونوں سفر نامے برطانیہ کے زیر نگیں ہندوستان میں غیر ملکی طلبا کی آمد اور علی گڑھ کالج کے تعلیمی، تربیتی اور تہذیبی ڈسکورس کے اولین نقوش کا ایک مرتعش رویا (vision) خلق کرتے ہیں۔ اردو میں سفر ناموں سے متعلق تحقیقی اور تنقیدی جائزے میں ان کا ذکر شاذ کیا جاتا ہے۔ اس تحقیقی اور تدوینی فروگزاشت کا علمی سطح پر قرار واقعی ازالہ کرنے کا قابل قدر کارنامہ تحقیقی دقت نظری سے متصف ادیب پروفیسر ارشد مسعود ہاشمی نے انجام دیا ہے۔

علی گڑھ کے وفد نے ۱۹۰۳ء میں ایران کا دورہ کیا تھا۔ اس سے متعلق ایک مختصر رپورٹ جو میر ولایت حسین نے محسن الملک کو پیش کی تھی، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں شائع ہوئی تھی۔ اس وفد سے متعلق خبریں اور ایک اداریہ بھی گزٹ میں اشاعت پذیر ہوا، مگر ایم او کالج سے متعلق کتابیں اور بیشتر مقالے اس کے ذکر سے عاری ہیں۔ ارشد مسعود ہاشمی نے سفر شیراز سے متعلق تمام تفصیلات اسنادی شہادتوں کے ساتھ سید جلال الدین حیدر کے سفر نامہ "علی گڑھ کالج اور شیراز" کی تدوین کرتے ہوئے یکجا کر دی ہیں۔

اردو میں کسی متن کے fully annotated edition کی مثالیں کم ہی ملتی ہیں۔ حنیف نقوی، رشید حسن خان اور ظفر احمد صدیقی کے بعد تو اردو تحقیق زوال کی نئی منزلوں کا پتہ دے

رہی ہے۔ شمس بدایونی، عبدالرشید اور شہاب الدین ثاقب اس ضمن میں استثنا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ارشد مسعود ہاشمی نے جلال الدین حیدر کے سفر نامہ کی تدوین اور تعلیق میں تحقیقی دقت نظری کاوافر ثبوت فراہم کیاہے۔یہ امر واقعی خاصا حیرت انگیز ہے کہ میر ولایت حسین(۱۸۶۱ء-۱۹۴۹ء) اور جلال الدین حیدر کی تحریریں سفر پر چار دہائیوں سے زائد مدت گزرنے کے بعد منظر عام پر آسکیں۔ میر ولایت حسین کی تصنیف ''آپ بیتی یاام اے اوکالج کی کہانی میری ولایت حسین کی زبانی'' ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی گو میر صاحب نے اس کی تکمیل جون ۱۹۴۶ء میں کرلی تھی۔ ڈھائی سو سے زائد صفحات کی آپ بیتی میں ایک باب ''ایران کا سفر'' کے عنوان سے شامل ہے۔ولایت حسین کی آپ بیتی کا نیااڈیشن مع حواشی اور تعلیقات کے سر سید اکادمی نے ۲۰۲۴ء میں شائع کیا ہے۔میر ولایت حسین کی روداد سفر رسمی پیرایۂ اظہار سے عبارت ہے اور تسامحات بھی در آئے ہیں۔ ارشد مسعود ہاشمی نے ان کی نشان دہی بھی کی ہے۔مثلاً، ولایت حسین نے لکھاہے کہ وفد ۱۰/ اگست ۱۹۰۲ء کو علی گڑھ سے روانہ ہوا اور یہ بھی لکھا کہ اس وقت ماریسن صاحب کالج کے پرنسپل ہونے کے علاوہ وائس رائے کونسل کے ممبر بھی تھے۔ارشد ہاشمی نے لکھاہے کہ وفد ۱۹۰۳ء میں گیا تھا۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ وائس رائے لارڈ کرزن نے ایران کا دورہ وفد کی ہندوستان واپسی کے فوراًبعد نومبر ۱۹۰۳ء میں کیااور اس سے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ بھی گزٹ میں شائع ہوئی۔ جلال الدین حیدر نے بھی ۱۹۰۳ء درج کیا ہے۔ میر صاحب نے خود لکھاہے کہ ماریسن نے کونسل کی ممبری کے دوران وفد بھیجا تھا۔ماریسن ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۴ء تک ممبر رہے تھے۔ اس نوع کے کئی تسامحات کی نشان دہی ارشد ہاشمی نے کی ہے۔

میر ولایت حسین کی طرح جلال الدین حیدر نے بھی اپنی خودنوشت سوانح عمری و سفر نامے میں اسے ''سفر شیراز'' کے عنوان سے شامل کیا۔یہ کتاب ۱۹۴۶ء میں چھپی۔ مرتب کے مطابق سید جلال الدین حیدر نے واپسی کے فوراًبعد سفر نامہ لکھا تھا جس کی اشاعت مختلف عنوانوں سے علی گڑھ کے رسالے اولڈ بوائے میں ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۳ء کے دوران قسط وار ہوئی تھی۔ ارشد

مسعود ہاشمی نے ان دونوں متون کو پیش نظر رکھا ہے اور لکھا ہے کہ "پیش نظر متن کی تدوین و ترتیب مولوی سید جلال الدین کی خود نوشت میں موجود سفر شیر از ۱۹۰۳ء اور اولڈ بوائے میں شائع سفر ناموں کی مختلف اقساط کی مدد سے کی گئی ہے۔ ضمائم کے طور پر گزٹ کے محولہ بالا شماروں کے متون بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مدرستہ العلوم کا مکمل سفر نامہ ہے۔" مرتب نے سفر نامہ میں مذکورہ افراد، مقامات اور واقعات وغیرہ سے متعلق تفصیلات مستند حوالوں کے ساتھ درج کی ہیں۔ علی گڑھ کالج کے وفد کی ایران روانگی کے محرکات سے متعلق طفیل احمد منگلوری کے مفروضات کا استرداد بھی کیا گیا ہے۔ سید جلال الدین حیدر کے ادبی اکتسابات کو بھی خاطر نشان کیا گیا ہے۔ یہ سفر نامہ زیادہ تفصیلی اور perceptive ہے۔ ناسپاسی ہو گی اگر مرتب کی علمی اور تحقیقی جانکاہی اور تنقیدی بصیرت کی داد نہ دی جائے۔

پروفیسر شافع قدوائی
ڈائرکٹر، سر سید اکادمی،
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔